76

سفر یورپ میں کامیابی اور تکالیف

(فرمودہ ۲۶ ستمبر ۱۹۲۴ء بمقام لنڈن)

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا

ہمارے سفر کی جو غرض تھی اور جس مقصد کے لئے یہ سفر اختیار کیا تھا اس اصل غرض کا ایک حصہ خدا کے فضل سے ہو گیا۔ اور جو ضمنی اغراض تھیں۔ ان کا وقت بھی ہو چکا۔ اور کانفرنس میں ہمارا مضمون ہو چکا۔

مجھے جیسا کہ بعض خوابوں کے ذریعہ معلوم ہوا تھا یورپ میں اسلام کی ترقی میرے آنے کے ساتھ وابستہ تھی۔ مجھے رؤیا میں دکھایا گیا تھا کہ میں انگلستان کے ساحل پر اتر رہا ہوں۔ اور میرا نام ولیم دی کانکر (فاتح ولیم) ہے اور بھی بعض خوابیں ہیں جن سے اس کی تائید ہوتی ہے۔ حضرت صاحب نے جب ٹیچنگ آف اسلام لکھی تھی۔ اور وہ مضمون دہرم مہوتسو میں پڑھا گیا۔ اور سب نے اس مضمون کی فضیلت کا اقرار کیا۔ تو وہ پیشگوئی جو اس کے متعلق تھی پوری ہو گئی۔ مگر وہ اس وقت ایک وسیع اثر نہ رکھتی تھی گو جلسہ کی کامیابی بڑی چیز تھی۔ لیکن اب اس کتاب کی قبولیت اور اس کے اثر کی دعوت کو جب دیکھتے ہیں۔ تو وہ کامیابی کچھ حقیقت ہی نہیں رکھتی۔ پہلا اثر اور احساس اس کا جماعت پر یہ ہوا کہ وہ ایمان اور یقین میں ترقی کر گئی اور اس میں یہ احساس پیدا ہو گیا کہ اسلام دلائل اور براہین سے دشمنوں کے حملوں سے اپنے آپ کو بچاتا ہے۔ اور اس کی دائمی تاثیرات ایسی ہیں کہ ہم دوسرے مذاہب کو جیت جاتے ہیں۔ یہ احساس اصل فتح تھی۔ جب اس مضمون کے سننے کے بعد ایک آدمی کے دل میں یہ یقین پیدا ہو جائے تو سمجھو کہ ایک شخص نبی کا قائم مقام پیدا ہو گیا۔ جس کو یہ یقین کامل ہے کہ ہم جیتیں گے۔

اگر دس کے دل میں ہو تو دس اور سو کے دل میں ہو تو سو جس جس قدر ایسے لوگوں کی جماعت

بڑھے گی۔ اسی قدر اس فتح کا دائرہ بڑھے گا۔ خدا تعالیٰ کی یہ سنت ہے کہ آہستہ آہستہ ترقی ہوتی ہے پس اس وقت جو جلسہ مہوتسو میں کامیابی ہوئی تھی۔ آج اس کے اثر اور وسعت کی شان کو دیکھتے ہیں۔ تو اس فتح کا مرتبہ بہت بڑھ جاتا ہے۔

اسی طرح پر اس جگہ آنے کے جو اغراض ہمارے تھے۔ ممکن ہے کہ بعض کا جوڑ نظر نہ آئے۔ اور اگر غور کریں تو آ بھی سکتا ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ نے جماعت کا نام جس طرح پر بلند کیا ہے۔ وہ بہت بڑی کامیابی ہے۔ اور خدا تعالیٰ اپنے فضل سے اس کے اثرات اور اس کے دائرہ کو جس رنگ میں چاہے بڑھائے گا اور اس نے آپ بعض ایسے اسباب پیدا کر دیئے کہ انگلستان کی پبلک کو سلسلہ کی طرف خصوصیت سے توجہ ہو گئی۔ ہمارے آنے کے ساتھ کچھ ایسا سلسلہ شروع ہو گیا کہ لوگوں کے سامنے یہ سلسلہ بار بار آنے لگا۔ ہمارے آنے کے تھوڑے دنوں بعد ہی نعمت اللہ خان شہید کا واقعہ ہو گیا۔ اگر ہم قادیان میں ہوتے اور یہ واقعہ ہو جاتا تو انگلستان میں یہ اثر نہ ہوتا اور اگر ہمارے یہاں آنے پر نہ ہوتا تو بھی جس قدر اثر اب ہوا ہے نہ ہو سکتا۔

پہلے بھی اسی کابل میں دو شہادتیں ہو چکی ہیں۔ ایک ان میں سے اپنے مرتبہ کے لحاظ سے بہت بڑھ کر تھی۔ مگر اس شہادت کا یورپ پر کوئی اثر نہیں ہوا۔ کیونکہ نہ یہاں جماعت تھی۔ اور نہ سلسلہ کی ابھی یہاں شہرت ہوئی تھی۔ مگر اب جبکہ میں خود یہاں موجود تھا۔ اور یہاں کی پبلک سلسلہ کی عظمت سے واقف ہو چکی تھی۔ نعمت اللہ خان کے واقعہ نے سونے پر سہاگہ کا کام کیا۔ غرض ہمارے آنے سے ایک حصہ پورا ہو گیا۔ ایک شخص نے مجھ کو کہا کہ اگر آپ دس ہزار پونڈ بھی خرچ کر دیتے تو اس قدر کامیابی نہ ہوتی۔ جیسی کہ اب ہوئی ہے۔ کہ ہر شخص کی زبان پر سلسلہ کا نام ہے۔ اور لوگ یقین کرتے ہیں کہ احمدی جماعت کوئی معمولی تحریک نہیں۔ بلکہ وہ ایک عظیم الشان جماعت ہے اور یہ خدا کا فضل ہے۔ جس طرح پر مجھ کو یہ معلوم ہوا تھا کہ یہ سفر سلسلہ کی ترقی کا موجب ہو گا۔ مجھے اس کے ساتھ ہی یہ بھی معلوم ہوا تھا کہ بعض رنجیدہ امور بھی واقع ہوں گے میں نے اشتہار میں لکھا تھا کہ اگر کسی کو میری حالت کا علم ہو تو اسے رونا آجائے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ مجھے رؤیا میں بعض ایسے امور معلوم ہوئے تھے کہ بعض ہموم اور غموم اپنے اندر رکھتے تھے۔ اس وقت ان کی کیفیت بیان نہ ہو سکتی تھی۔ مگر اب واقعات نے بتایا کہ اس سفر میں قادیان سے بعض مخلص دوستوں کی وفات کی خبر آئی اور بعض عزیز بھی فوت ہو گئے اور نعمت اللہ خان کی شہادت کا واقعہ ایسا ہے کہ اس کا اثر تمام جماعت سے تعلق رکھتا ہے۔

انسان جب گھر میں ہوتا ہے۔ اور اس کے سامنے کوئی واقعہ ہو تو اس کی اور حالت ہوتی ہے۔ اور جب سفر میں ہو تو اس کا اثر اور رنگ کا ہوتا ہے اور وہ زیادہ گہرا اثر ہوتا ہے۔ غور کرو کہ وطن سے دور جب ایک کام کرنے والے آدمی کو کوئی غم کی خبر پہنچے۔ تو اس کی کیا حالت ہو گی۔ ایک طرف اس کا فرض مجبور کرتا ہے کہ وہ کام کرے دوسری طرف فکر و غم کی ایک کوفت ایسی ہو جاتی ہے کہ کام چھوڑ کر آرام کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ لیکن باوجود اس کے کام کرنا پڑے تو کیا حالت ہو گی پہلے ہی کام کی کثرت کی وجہ سے ایک منٹ کی فرصت نہیں ملتی اور اس پر نعمت اللہ خان کی شہادت کی خبر پہنچی۔ میں جلسہ کانفرنس کے لئے مضمون لکھ رہا تھا کہ یہ خبر پہنچی۔ ایک طرف اس مضمون کی تکمیل کا خیال دوسری طرف یہ صدمہ اور پھر سلسلہ کے اغراض کے لئے اس خبر کی عام اشاعت اور اس پر مناسب کارروائی کرنا ایک بہت بڑا کام ہو گیا۔

پھر اسی سلسلہ میں قادیان میں ہیضہ کے کیس ہو جانا۔ اور ملیریا کا حملہ اور ہیضہ اور ملیریا سے بعض موتوں کا ہو جانا بہت تکلیف دہ امر تھا۔ اور یہ سب کچھ اسی طرح ہوا۔ جس طرح خدا تعالیٰ نے رؤیا میں ظاہر کیا تھا۔ ان اسباب سے بعض ہموم اور غموم پہنچے۔

ابھی اور بھی بعض امور ہیں وہ خاص باتیں ہیں جن کی طرف میں اشارہ نہیں کرتا۔ ایسے خوابوں کا اظہار ضروری نہیں ہوتا کیونکہ کبھی ان کی اشاعت خدا تعالیٰ کی غیرت کا موجب ہو جاتی ہے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ جو حصے معلوم ہوئے تھے اور ابھی باقی ہیں اللہ تعالیٰ ان کو اپنے فضل سے ٹلا دے۔ اور ان غموں سے محفوظ رکھے۔ اس لئے میں اپنے دوستوں سے بھی کہتا ہوں کہ وہ بھی اس کے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہر قسم کے ہموم اور غموں سے ہم سب کو محفوظ رکھے۔ اور خیر و عافیت سے یہ سفر پورا ہو میں نے پہلے بھی ظاہر نہیں کیا کہ کس قسم کے خطرات کا خدشہ ہے۔ اور اب رؤیا کے اس حصہ کو بیان کرتا ہوں۔ کیونکہ یہ صلحا کا طریق نہیں کہ اس قسم کے رؤیا کو ظاہر کریں۔ میں یہی کہتا ہوں۔ کہ دوست دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہر قسم کے صدمات سے محفوظ رکھے۔ اکثر لوگوں کے خطوط گھبراہٹ کے آتے ہیں کہ آپ یہاں نہیں ہیں۔ اور ہم کو بھی بیماری وغیرہ کے حالات سن کر گھبراہٹ ہوتی ہے کہ ایسے موقعہ پر وہاں نہیں ہیں۔ قدرتی طور پر انسان چاہتا ہے کہ ایسے وقت میں اپنے دوستوں اور عزیزوں میں ہو۔ بھیرہ ہی کا واقعہ ہے کہ اس کی خبر سے تشویش ہوئی ایسے نازک وقت میں وہاں ہونا ضروری معلوم ہوتا تھا۔ مگر کسی کو کیا علم تھا کہ کوئی ایسا واقعہ ہو جائے گا۔ ایک شخص نے مجھ کو اس واقعہ کے بعد خط لکھا کہ اب خلافت کی ضرورت کا علم ہوا

ہے۔ اور اس سے حس پیدا ہو گئی ہے کہ ساری جماعت کو حصہ لینا چاہیئے پرسوں میر صاحب کی وفات کی خبر آئی۔ میں کام کر رہا تھا۔ اس خبر کو پڑھ کر جسم کی یہ حالت تھی کہ وہ کہتا تھا کہ میں کام نہیں کر سکتا۔ مگر دوسری طرف فرض تھا اور لیکچر دینا تھا وہ مجبور کرتا تھا کہ لکھو۔ اسی طرح نعمت اللہ خان کی شہادت کی خبر آئی۔ اور شیخ فضل کریم کی وفات کی خبر وہ بہت ہی مخلص آدمی تھا اور اس سے سلسلہ کو بہت بڑی مالی مدد ملتی تھی۔ سو روپیہ کے قریب ماہوار دیتا تھا۔ اور بعض دوستوں کی وفات کی خبریں آئیں۔ پھر عزیزوں میں بڑے اور چھوٹے بھی ہوتے ہیں مگر ان کی وفات پر صدمہ ہوتا ہے میر محمد اسحاق صاحب کی لڑکی کی وفات ہوئی۔ اور اب میر صاحب [1] کی وفات کی خبر آئی۔ اس طرح پر آٹھ دس موتیں ہو چکی ہیں۔ بھیرہ کا واقعہ ہے۔ پھر قادیان کے بلوہ کا مقدمہ ہے جس میں بعض معززین سلسلہ کے خلاف بھی کارروائی کی گئی ہے۔ مالی صدمات الگ ہیں۔ ان دو مہینوں کے اندر ایسے واقعات جمع ہو گئے ہیں کہ ساری عمر میں یاد نہیں کہ دو مختلف حیثیتوں میں آکر جمع ہوئے ہوں۔ ایک طرف ایسے واقعات ہیں کہ باوجود صدمہ کے مجبور کرتے ہیں کہ کام کرو اور ایک طرف اس قسم کے ہیں کہ تقاضا کرتے ہیں کہ فراغت ہو پھر باوجود صدمات کے کام کو مقدم کرنا پڑتا ہے۔ اس سے اندازہ کر لو کہ کس قدر بوجھ معلوم ہوتا ہو گا۔ اور جب غور کرتے ہیں تو صدمہ ہی صدمہ باقی رہ جاتا ہے۔ اس کا علاج دعا ہے اللہ تعالیٰ چاہے تو مصائب دور ہو جاتے ہیں۔ اور قوت آجاتی ہے۔ میرا تجربہ ہے کہ بعض وقت آثار بھی ظاہر ہو جاتے ہیں۔ لیکن خاص طور سے دعائیں کرنے سے اللہ تعالیٰ ان مصائب کو ٹلا دیتا ہے۔ اور دوسروں کو پتہ بھی نہیں لگتا۔ اس لئے میں تاکید کرتا ہوں کہ دوست خاص طور پر دعائیں کریں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سفر کی دعائیں قبول ہوتی ہیں اور یہ واقعات خصوصیت سے دعا کی تحریک کرتے ہیں۔ پس میں بار بار کہتا ہوں کہ دعائیں کرو کہ اللہ تعالیٰ بقیہ سفر خیر و عافیت سے گذار دے۔ نہ یہاں کوئی بری خبر آئے اور نہ یہاں سے وہاں پہنچے۔ آمین

(الفضل ۶ نومبر ۱۹۲۴ء)

[1] حضرت میر ناصر نواب صاحب